4814CH17

رفیع احمد قدوائی

رفیع احمد قدوائی کا شمار ہندوستان کے مشہور رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ وہ مادرِ وطن کے ایک سچے، بے لوث اور بہادر سپوت تھے۔ 18 فروری 1894 کو بمقام مسولی، ضلع بارہ بنکی، خاں صاحب شیخ امتیاز علی کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم رواج کے مطابق گھر پر ہوئی۔ پھر گاؤں کے پرائمری اسکول میں داخل ہوئے۔ بارہ بنکی سے ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ گئے۔ علی گڑھ میں زیرِ تعلیم تھے کہ تحریکِ ترکِ موالات میں حصّہ لینے کے باعث ایک سال کے لیے جیل بھیج دیے گئے۔ یہیں سے اُن کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

اُنھوں نے پنڈت موتی لال نہرو کی رہنمائی اور جواہر لال نہرو کی رفاقت میں سیاسی تربیت پائی اور انگریزوں کے خلاف مختلف سیاسی تحریکوں میں حصّہ لیا۔ یوپی کی مقامی سیاست کے سرگرم کارکُن رہے۔ 1942 کی ''ہندوستان چھوڑو'' تحریک میں پیش پیش رہے۔ رفیع صاحب ملک وقوم کی خاطر پانچ مرتبہ جیل گئے۔

جب ہندوستان آزاد ہوا تو رفیع صاحب پہلے وزیرِ مواصلات اور اس کے بعد وزیرِ غذا بنائے گئے۔ اُن کی شخصیت بڑی جاندار تھی۔ وہ اکثر خطرات میں گھرے، اُنھیں مایوسیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن اُنھوں نے کبھی شکست قبول نہیں کی اور نہ اُن کے عزم و استقلال میں کوئی فرق آیا۔ قدوائی صاحب عملی انسان تھے، وہ عمل پر یقین رکھتے تھے اور کام کو انجام تک پہنچانے میں اپنی انتہائی کوششیں صرف کر دیتے تھے۔

وزیرِ مواصلات کی حیثیت سے رفیع صاحب نے رات کی ہوائی ڈاک کا سلسلہ شروع کیا۔ اُس وقت یہ ایک بہت مشکل کام تھا۔ اسی طرح اُنھوں نے ڈاکیوں کو اتوار کی چھٹّی دلوائی۔ یہ بھی کوئی معمولی کام نہ تھا۔ کیونکہ

© NCERT not to be republished

ڈاک کا کام چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے۔ ایک دن کی چھٹّی سے بھی اس کا نظام درہم برہم ہوسکتا تھا، لیکن رفیع صاحب نے ایسا انتظام کیا کہ ڈاکیوں کو اتوار کے دن چھٹّی ملنے کے باوجود ڈاک کا انتظام معمول کے مطابق چلتا رہا۔

حکومتِ ہند میں وزیرِ غذا بن جانے کے بعد رفیع صاحب نے راشننگ کا خاتمہ کیا۔ بہت سے ماہرین نے کہا تھا کہ راشننگ ہٹانے کی پالیسی پر عمل کیا گیا تو ملک تباہی کے غار میں جا گرے گا۔ قدوائی صاحب جانتے تھے کہ ملک میں غلّہ کافی ہے اور کچھ بڑے بیوپاریوں نے اسے گوداموں میں ذخیرہ کر رکھا ہے۔ قدوائی صاحب نے ''زیادہ اناج اُگاؤ'' کی تحریک شروع کی جس کی وجہ سے ملک میں اناج کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور جو غلّہ بیوپاریوں نے چھُپا دیا تھا وہ قدوائی صاحب کی چلائی ہوئی مہم کی بدولت بازار میں آ گیا۔ اس طرح اُنھوں نے راشننگ اُٹھانے کے تجربے کو کامیاب کر دکھایا۔

رفیع احمد قدوائی کی شادی اُن کے خاندان میں ہی ہوئی تھی۔ بیوی بڑی نیک دل، دین دار اور عبادت گزار تھیں۔ اُن کے انتقال سے ایک سال پہلے رفیع صاحب نے انھیں حج بھی کروایا۔

رفیع صاحب کی زندگی تمام تر سادہ رہی۔ وہی موٹے کپڑے کی معمول شیروانی اور پاجامہ۔ سوٹ اور ہیٹ کو چھُوا تک نہیں ۔ کپڑے کسی اونچے ٹیلر ماسٹر کی دُکان سے نہیں بلکہ گھر سے سل کر آتے تھے۔ سرکاری کوٹھی اور فرنیچر جیسا بھی شاندار ہو، اُن کے اپنے گھر کو کوئی جا کر دیکھتا تو حیرت میں پڑ جاتا۔ ٹوٹا پھوٹا سا پُرانی وضع کا مکان جو اتنے بڑے منسٹر تو کیا کسی ماتحت عہدے دار کے بھی شایانِ شان نہیں ہوسکتا۔ انتقال کے بعد اُن کی میّت میں شرکت کے لیے جو غیر ملکی شخصیتیں مسولی پہنچی تھیں انھیں یقین نہیں آتا تھا کہ اتنے بڑے منسٹر کا مکان اتنا معمولی بھی ہوسکتا ہے۔

رفیع صاحب بچپن ہی سے ملنسار تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں وہ اپنے دوستوں، ہم جماعتوں اور ساتھیوں کی ہر طرح سے مدد کرتے تھے، جس میں مالی مدد بھی شامل ہے۔ اُن کا سارا روپیہ دوستوں کی ضرورتوں پر یعنی اُن کی فیس کی ادائیگی، اُن کی کتابوں کے خریدنے پر، اُن کے علاج معالجے پر اور مختلف ضرورتوں پر خرچ ہوتا تھا۔ جب اُن کے پاس روپیہ نہیں ہوتا تھا اور کوئی دوست مشکل میں ہوتا تو وہ بذریعۂ تار اپنے چچا سے روپیہ منگواتے تھے اور اس کی مدد کرنے کی یہ خصوصیت مرتے دم تک قائم رہی۔ اِنتقال کے بعد بینک میں ان کے نام معمولی رقم نکلی۔

© NCERT not to be republished

جس آدمی سے جس طرح ایک بار ملے، بس عمر بھر اسی طرح ملتے رہے۔ غرور انھیں چھو تک نہیں گیا تھا۔ خلوت میں، جلوت میں، اندر، باہر کہیں بھی ملتے، یہ کبھی بھی معلوم ہی نہ ہونے پاتا کہ ملاقات کسی وزیر سے ہو رہی ہے۔ وضعداری کی ایک یادگار مثال یہ بھی ہے کہ عیدین کی نماز پابندی سے اپنے وطن مسولی ہی میں آکر پڑھتے تھے۔ یوپی میں زمینداری کا خاتمہ ہوا۔ اسے ختم کروانے میں ان کا بھی ہاتھ تھا۔ یہ بھی ایک چھوٹے سے زمیندار تھے۔ اپنی زمینداری کو بچا لے جانا ان کے لیے کیا مشکل تھا، مطلق کوئی تدبیر نہ کی۔ اپنے عہدے سے اپنی ذات کے لیے کبھی ادنیٰ فائدہ اُٹھانے کا سبق اُنھوں نے پڑھا ہی نہ تھا۔ سوتیلی والدہ زندہ تھیں۔ ایک روز اُنھوں نے فرمایا:

''رفیع! زمینداری تو خوب ختم کر دی۔ اب گھر کا خرچ کیسے چلے گا؟ خاندان بھوکوں مرے گا۔ سب کا انتظام کیا لیکن اپنے گھر کے لیے کچھ نہ کیا۔''

رفیع صاحب ہنس کر بولے: ''امّاں جان! آپ گھبراتی کیوں ہیں۔ زمینداری ختم ہو جانے سے کیا ہوتا ہے۔ میں کُھرپا لے کر گھاس چھیلوں گا، آپ گٹّھا بنا کر بیچیے گا۔ سب کی روٹی چل جائے گی۔''

دشمنوں سے اس طرح ملتے کہ جیسے دوستوں سے ملا جاتا ہے۔ دوستوں سے یوں برتاؤ کرتے جیسے عزیزوں سے کیا جاتا ہے اور عزیزوں کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ کوئی ان سے کام نکالنا چاہتا یا کسی کو اُن سے ضرورت آپڑتی تو انھیں یاد ہی نہیں رہتا تھا کہ اپنا کون ہے اور بیگانہ کون۔ مقصود انھیں صرف کام کر دینا ہوتا تھا اور اس وقت ہر ایک ان کا اپنا ہوتا تھا۔ بیگانہ کوئی بھی نہ رہتا۔ خلق اللہ کی خدمت وہ عبادت کی طرح کرتے تھے اور خدمت کرنے میں انھیں وہی مزہ آتا جو دوسروں کو خدمت لینے میں آتا ہے۔

قدوائی صاحب سرتاپا عمل تھے اور ہر وقت عملی سرگرمیوں میں منہمک۔ اس کے باوجود خشک ذرا نہ تھے۔ ہر وقت خوش رہتے تھے اور دوسروں کو بھی خوش رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے۔ بہت سویرے اُٹھتے اور اُسی وقت سے ان کا کام شروع ہو جاتا۔ دنوں کا کام گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا کام منٹوں میں چُکا دیتے۔ کھڑے ہو کر اور ٹہلتے ہوئے بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے ہر حال میں کام ہی کرتے ہوئے پائے جاتے تھے۔

رفیع صاحب کا ساٹھ سال کی عمر میں 1954 میں انتقال ہوا۔ لیکن بے لوث اور شاندار خدمات کی بدولت ان کا نام رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ آج بھی مرحوم کے شاندار کارناموں اور بیش بہا خدمات کی وجہ سے ملک کے

© NCERT not to be republished

کروڑوں باشندوں کے دلوں میں اُن کی یاد تازہ ہے۔ جب بھی ملک کسی ایسی بڑی مشکل سے دو چار ہوتا ہے جس کا حل تقریباً ممکن ہو تو مرحوم کا نام زبانوں پر بے ساختہ آتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر مرحوم اس وقت ہوتے تو یہ مسئلہ کبھی کا حل ہو چکا ہوتا۔

(عبدالماجد دریابادی)

معنی یاد کیجیے

بے لوث	:	بے غرض
وزیرِ مواصلات	:	اطلاعات ونشریات، ڈاک، تار، ریڈیو کا نظام
عزم	:	پختہ ارادہ
سرتاپا	:	سر سے پاؤں تک
استقلال	:	ثابت قدمی
رفاقت	:	دوستی
درہم برہم	:	تتر بتر
ذخیرہ	:	گودام، رکھی ہوئی چیز
غلّہ	:	اناج کا ذخیرہ
خلوت	:	تنہائی
جلوت	:	مجلس
وضعداری	:	رکھ رکھاؤ، ایک ہی وضع پر قائم رہنا
کُھرپا	:	گھاس کھودنے کا آلہ
خلق	:	اللہ کے بندے
منہمک	:	پوری توجہ کے ساتھ
زیرِ تعلیم	:	تعلیم حاصل کرنے والا، پڑھائی کرنے والا
مطلق	:	بالکل
شایانِ شان	:	مرتبے کے لحاظ سے
سپوت	:	نیک بیٹا

© NCERT not to be republished

سوچیے اور بتائیے۔

1. رفیع احمد قدوائی کون تھے؟
2. رفیع احمد قدوائی کی سیاسی زندگی کا آغاز کیسے ہوا؟
3. رفیع احمد قدوائی نے کن رہنماؤں سے سیاسی سے تربیت پائی؟
4. رفیع احمد قدوائی ملک وقوم کی خاطر کتنی بار جیل گئے؟
5. وزیر مواصلات کی حیثیت سے رفیع احمد قدوائی نے کیا کیا اصلاحات کیں؟
6. رفیع احمد قدوائی کا سب سے اہم کارنامہ کیا تھا؟
7. قدوائی صاحب لوگوں سے کس طرح پیش آتے تھے؟
8. رفیع احمد قدوائی کا انتقال کب ہوا؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

عزم رفاقت درہم برہم غلّہ وضعداری

ان لفظوں کے متضاد لکھیے۔

بہادُر ابتدا نیک دوست ادنی

واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے۔

قوم بازار شخصیات ضرورت عزیزوں خدمت

بلند آواز سے پڑھیے۔

خلق اللہ بیش بہا وضعداری مطلق شایانِ شان غلّہ درہم برہم
مواصلات ترکِ موالات عزم واستقلال بے لوث

© NCERT not to be republished

عملی کام

- رفیع احمد قدوائی صاحب کی شخصیت کے بارے میں دس جملے لکھیے۔

پڑھیے اور سمجھیے۔

''ریگستان میں اونٹ سواری اور بار برداری کے کام آتا ہے۔''

اوپر کے جملے میں پوری بات کہی گئی ہے۔ جب جملہ پورا ہوتا ہے تو اس طرح کا نشان (۔) لگایا جاتا ہے۔ اسے ''ختمہ'' کہتے ہیں۔

''کسی کا مقابلہ اس سے زیادہ طاقت ور، بڑے یا زبردست سے ہو تو اس کی بڑائی کا بھرم کھل جاتا ہے۔''

اس جملے میں ''طاقت ور'' کے بعد تھوڑا ٹھہرنا پڑتا ہے۔ یہ ٹھہرنا کم وقفے کا ہوتا ہے جسے اس نشان (،) سے ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ''سکتہ'' کہلاتا ہے۔

بڑی بہن نے کہا: ''محمود، جب تم اڑنا سیکھ لو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلنا۔''

اس جملے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بڑی بہن نے کیا کہا، جب کسی شخص کی کہی ہوئی بات اس کے الفاظ میں لکھی جائے تو بات کے شروع اور آخر میں یہ نشان ('' '') لگا دیتے ہیں۔ ان نشانات کو ''واوین'' کہتے ہیں۔ بڑی بہن نے کہا کہ بعد جو نشان (:) لگایا گیا ہے اسے رابطہ کہتے ہیں۔ یہ سبھی نشانات رموزِ اوقاف کہلاتے ہیں۔

غور کرنے کی بات

- رفیع احمد قدوائی ہندوستان کے ایک عظیم رہنما تھے۔ تحریکِ آزادی میں انھوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا تھا۔ وہ مادرِ وطن کے ایک سچے بے لوث اور بہادر سپاہی تھے۔ انھوں نے اہلِ وطن کی بہترین رہنمائی کی۔ رفیع احمد قدوائی صاحب نیک سیرت انسان تھے۔
- رفیع احمد قدوائی صاحب کی پوری زندگی قومی اتحاد، سیکولرازم، وطن پرستی کی چاہ میں گزری۔ ہندوستان کی آزادی کے لیے قدوائی صاحب نے انگریزی حکومت کی مخالفت کی جس کے نتیجے میں پانچ بار جیل گئے۔ اُن کی زندگی بڑی سادہ تھی۔ اُن کا لباس اور رہن سہن نہایت سادہ تھا۔ قدوائی صاحب کی زندگی جد و جہد، سادگی، خوداری، قلندری، بے باکی، اصول پسندی اور حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ قدوائی صاحب کی زندگی ایک محبِ وطن کی کھری اور سچی مثال ہے۔

© NCERT not to be republished